کتاب المیراث

[حصہ اول]

تالیف:

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

www.emarkaz.org

فہرست

تعارف: 6
تعریف: 7
موضوع: 7
فضیلت واہمیت: 7
علم المیراث کے مآخذ: 9
کچھ بنیادی باتیں 10
میت / مُورِث / مُورِّث: 10
ترکہ / میراث / مَورُوث: 10
ترکہ کی تعریف: 10
کون کون سی چیزیں ترکہ میں شامل ہیں اور کون کون سی نہیں: 10
ورثاء: 11
اسبابِ میراث: 11
نسب: 11
نکاح: 12
وَلاء: 12
عَینی / حقیقی بہن بھائی: 12

علاتی / باپ شریک بہن بھائی: 12

اخیافی / ماں شریک بہن بھائی: 12

اخوہ: 12

جد / اجداد: 13

جدِّ صحیح: 13

جدِّ رَحمی: 13

جدہ / جدات: 13

جدہ صحیحہ: 13

جدہ رَحِمیہ: 13

حاجب اور محجوب: 14

محروم: 14

لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ: 14

سہم / سہام: 14

رؤوس: 14

اصل اور فرع: 15

مخرج: 15

تصحیح: 15

موانعِ ارث / میراث نہ ملنے کے اسباب 16

1- غلامی: 16

2- قتل 16
قتل کی اقسام اور ان کے احکام: 17
قتل عمد: 17
قتل شبہ عمد: 17
قتل خطا: 17
قتل شبہ خطا: 17
قتل بالسبب: 18
3- دین کا اختلاف: 18
4- وطن کا اختلاف 18
تقسیمِ ترکہ کے مراحل 19
1- تجہیز و تکفین: 19
2- قرضوں کی ادائیگی: 20
3- وصیت کا نفاذ: 21
4- ورثاء میں ترکہ کی تقسیم: 22
ورثاء / حق داروں کی تفصیل: 23
1- اصحاب الفرائض: 23
2- عصباتِ نسبی: 23
3- مولیٰ عتاقہ [عصبہ سببی]: 24
4- مولیٰ عتاقہ کا عصبہ بنفسہ 24

5-مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ 24
6-زوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد 25
7-ذوی الارحام 25
8-مولی الموالات 25
9-مُقِر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَی الْغَیْرِ: 25
10-جس کے لیے کل مال وصیت کی ہو 26
11-بیت المال 26
فروض / مقرر کردہ حصے 27
ذوی الفروض / اصحاب الفرائض: 27
ذوی الفروض کی اقسام: 27
عَصَبات: 28
ذوی الاَرحام: 28
اولاد کسے کہتے ہیں؟ 29
ذوی الفروض اور عصبات کے بارے میں قرآنی آیات 29

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف:

علم المیراث؛ فقہ اسلامی کی اہم شاخ ہے۔ اسے علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے۔

لفظِ "میراث" "وَرِثَ یَرِثُ" کا مصدر ہے۔ جس کے معنٰی ہوتے ہیں: کسی چیز کا ایک شخص سے کسی دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا مذکور ہے:

یَّرِثُنِیۡ وَ یَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ ٭ۖ وَ اجۡعَلۡہُ رَبِّ رَضِیًّا

سورۃ مریم؛ آیت:6

ترجمہ: جو میرا بھی علمی وارث بنے اور آلِ یعقوب کی علمی میراث بھی پائے۔

حدیثِ مبارک ہے:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

سنن الترمذی؛ رقم الحدیث 2682

ترجمہ: بیشک علماء؛ انبیاء [علیہم السلام] کے علمی وارث ہوتے ہیں۔ یاد رکھو! انبیاء نے کسی کو دینار کا یا درہم کا وارث نہیں بنایا؛ انہوں نے تو صرف علمی وارث بنائے۔ لہٰذا جس نے علم حاصل کیا، اس نے [میراثِ انبیاء سے] پورا پورا حصہ وصول کر لیا۔

چونکہ اس علم کی روشنی میں میت کا چھوڑا ہوا مال اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوتا ہے اس لیے اسے علم المیراث کہا جاتا ہے۔

فرائض؛ فریضۃ کی جمع ہے۔ فریضۃ کا ایک معنٰی ہے: مقرر کردہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ

سورۃ النساء؛ آیت:11

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ [حصے] ہیں۔

فریضۃ کے ایک معنٰی "حصہ" کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ قریبی ورثاء کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف براہ راست قرآن کریم میں یا بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ احادیث مبارکہ میں طے شدہ ہیں، اور اس علم کا مقصود شرعی ورثاء تک ان کے حصے پہنچانا ہے اس لیے اس کا نام علم الفرائض رکھا گیا ہے۔

تعریف:

هُوَ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ مِّنْ فِقْهٍ وَّحِسَابٍ يُّعْرَفُ بِهَا نَصِيْبُ كُلِّ وَارِثٍ وَ ذِيْ حَقٍّ مِّنَ التَّرِكَةِ.

ترجمہ: علم میراث؛ فقہ اور حساب [ریاضی Mathematics] کے ایسے قواعد وضوابط کا نام ہے جن کے ذریعے میت کے ترکے میں سے اس کے شرعی ورثاء اور حق داروں کے حصوں کی پہچان ہوتی ہے۔

موضوع:

اس علم کا موضوع ترکہ اور ترکہ کے حق دار ہیں۔

فضیلت واہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا

سورۃ النساء؛ آیت 7

ترجمہ: ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں سے مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں سے حصہ ہے، خواہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ [اللہ تعالیٰ کی طرف سے] مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔

اس آیت مبارکہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ورثاء میں میراث کی تقسیم کے ضابطے بیان فرمائے ہیں۔ ان

اصولوں کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (١٣) وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (١٤)

سورۃ النساء؛ آیت 13-14

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود کی خلاف ورزی کرے تو وہ اسے آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسے ذلت والا عذاب ہو گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا فَإِنَّهٗ نَصِفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسىٰ وَهُوَ اَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ اُمَّتِيْ

سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث 2823

ترجمہ: علم المیراث سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے اور اسے بھلا دیا جائے گا اور یہ وہ پہلی چیز ہے جو میری امت سے اٹھالی جائے گی۔

ایک اور حدیث مبارک میں ارشادِ گرامی ہے:

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ، فَإِنِّي امْرُؤٌ مَقْبُوْضٌ وَإِنَّ الْعِلْمَ سَيُقْبَضُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ الِاثْنَانِ فِي الْفَرِيْضَةِ لَا يَجِدَانِ مَنْ يَقْضِيْ بِهَا

مستدرک حاکم؛ رقم الحدیث: 7950

ترجمہ: قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، اور علم المیراث سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میری وفات ہو جائے گی، پھر علم کو جلد اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے یہاں تک کہ دو لوگوں کے درمیان وراثت کے کسی حصے پر اختلاف ہو گا تو انہیں کوئی ایسا نہیں ملے گا جو اس کا فیصلہ کر سکے۔

علم المیراث کے مآخذ:

علم المیراث کے مآخذ تین ہیں:

- قرآن
- سنت
- اجماعِ امت

علم الفرائض میں قیاسِ شرعی کو دخل نہیں۔ کیونکہ قیاس تو وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی ایسا نیا مسئلہ سامنے آئے جو قرآن وسنت اور اجماع سے صراحتاً ثابت نہ ہو۔ تب قیاسِ شرعی کے ضوابط کے مطابق اس سے ملتے جلتے کسی پرانے مسئلے کے مطابق نئے مسئلہ کا حل نکالا جاتا ہے۔ ظاہر ہے؛ یہ ممکن نہیں کہ کوئی ایسا نیا وارث یا نیا رشتہ دار سامنے آجائے جو پہلے ادوار میں موجود نہ ہو۔

کچھ بنیادی باتیں

میت / مُورِث / مُوَرِّث:

مرنے والا۔ جس کی میراث تقسیم ہونی ہے۔

ترکہ / میراث / مَورُوث:

ترکہ کی تعریف:

"ہر وہ مال جو بوقت انتقال شرعاً میت کی ملکیت میں ہو اور کسی غیر کا حق اس مال کے عَین کے ساتھ متعلق نہ ہو۔"

کون کون سی چیزیں ترکہ میں شامل ہیں اور کون کون سی نہیں:

نقدی، جائیداد، کپڑے، جوتے، گھریلو سامان، گاڑی، سامانِ تجارت، بینک بیلنس، زندگی میں کیے ہوئے کام کی تنخواہ وغیرہ ہر چیز ترکے میں شمار ہوتی ہے۔

البتہ پنشن، گریجوٹی وغیرہ جو حکومت کی طرف سے کسی خاص وارث کو دی جاتی ہو وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوں گی۔ اسی طرح اگر کسی حادثے وغیرہ کی صورت میں حکومت یا کسی کمپنی کی طرف سے میت کے کسی ایک یا چند مخصوص ورثاء کو بطورِ امداد کچھ رقم دی جائے تو وہ رقم ترکے میں شمار نہیں ہوتی بلکہ صرف اس مخصوص وارث کا حق ہوتا ہے جسے وہ رقم دی گئی ہو۔

اسی طرح امانت رکھی ہوئی چیز، عاریت یعنی ادھار مانگی ہوئی چیز، بیوی کے حق مہر کے لیے متعین کی ہوئی کوئی چیز، انتقال سے پہلے کسی کو فروخت کی ہوئی چیز یا کسی کو ہدیہ / گفٹ کی ہوئی چیز ترکہ میں شمار نہیں ہو گی۔

غصب شدہ مال ترکہ میں شمار نہیں ہو گا۔ ایسا مال یا چیز اصل حق داروں کو واپس کرنا ضروری ہے۔

چوری شدہ مال، سود، رشوت، جوا، لاٹری یا کسی بھی ناجائز ذریعے سے حاصل شدہ مال ترکہ میں شمار نہیں ہو گا۔ ایسا مال اصل حق داروں کو واپس کرنا ضروری ہے۔ ورثاء کے درمیان تقسیم نہیں ہو سکتا۔

جو چیز میت نے خریدی ہو لیکن اس کی قیمت ادا نہ کی ہو اور اس پر قبضہ بھی نہ کیا ہو تو وہ چیز ترکہ میں شمار نہیں ہو گی۔ البتہ اگر میت نے اس چیز پر قبضہ کر لیا ہو لیکن قیمت ادا نہ کی ہو تو وہ چیز ترکہ میں شامل ہو گی اور اس کی

قیمت میت کے ذمے بطورِ قرض سمجھی جائے گی۔

اگر میت نے کوئی چیز کسی کے پاس بطور رہن رکھوائی ہو تو دیکھا جائے گا اگر میت کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس کے ذریعے قرض ادا کر کے رہن رکھی ہوئی چیز واپس لی جا سکے جو وہ چیز بعینہ ترکے میں شمار ہو گی۔ اور اگر اتنا مال نہ ہو تو جس کے پاس وہ چیز رہن رکھی گئی ہے، اسے اختیار ہے کہ وہ اسے فروخت کر کے اپنا قرض وصول کر لے اور باقی مال میت کے ترکے میں شمار کیا جائے گا۔

ورثاء:

میت کے وہ رشتہ دار جن میں میراث تقسیم کی جاتی ہے۔ ورثاء کی تین اقسام ہیں:

- ذوی الفروض
- عصبات
- ذوی الارحام

تینوں کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ان شاءاللہ

اسبابِ میراث:

میراث کا حق دار ہونے کے تین اسباب ہیں:

- نسب
- نکاح
- وَلاء

نسب:

نسب سے مراد خونی رشتے داری ہے جو میت اور اس کے ورثاء کے درمیان ولادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میت کی اولاد، بہن بھائی اور میت کے آباء واجداد اسی سبب کی وجہ سے وارث ہوتے ہیں۔

نکاح:

نکاح سے مراد شرعی طور پر منعقد؛ نکاحِ صحیح ہے۔ اس سبب کی وجہ سے خاوند اور بیوی؛ کسی ایک کی وفات کے بعد ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

وَلاء:

ولاء سے مراد وہ قرابت ہے جسے دینِ اسلام نے آقا اور اس کے آزاد کردہ غلام کے درمیان ایک قرابت قرار دیا ہے۔ اگر کسی غلام کا کوئی شرعی وارث موجود نہ ہو تو آزاد کرنے والا آقا؛ اپنے آزاد شدہ غلام کا وارث ہوتا ہے۔

حدیث مبارک ہے:

اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ

صحیح ابن حبان؛ رقم الحدیث:4950

ترجمہ: ولاء بھی نسب کی طرح کی رشتہ داری ہے، ولاء کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہدیہ کیا جا سکتا ہے۔

عَینی / حقیقی بہن بھائی:

جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہوں۔

علاتی / باپ شریک بہن بھائی:

جن کی والدہ الگ ہوں والد ایک ہو۔ ان کو صرف "عِلّی" بھی کہا جاتا ہے۔

اخیافی / ماں شریک بہن بھائی:

جن کی والدہ ایک ہو، والد الگ الگ ہوں۔ ان کو صرف "خیفی" بھی کہا جاتا ہے۔

اخوہ:

دو یا دو سے زیادہ بھائی، بہنیں خواہ وہ حقیقی ہوں، علاتی ہوں یا اخیافی یا ملے جلے ہوں۔ مذکر ہوں یا مؤنث یا ملے جلے۔ ان کو "اِخوہ" کہا جاتا ہے۔

جد / اجداد:

جد سے مراد میت کے اوپر کی طرف مذکر آباء واجداد ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:

جدِّ صحیح اور جدِّ رَحمی

جدِّ صحیح:

جدِّ صحیح سے مراد باپ کی طرف والے آباء واجداد ہیں یعنی دادا، پر دادا، سکڑ دادا وغیرہ۔

جدِّ رَحمی:

جدِّ رَحمی سے مراد وہ اجداد ہیں جن کے میت کے ساتھ رشتے میں کوئی عورت آتی ہو۔ جیسے نانا اور پر نانا وغیرہ۔

جدہ / جدات:

عربی زبان اور علم المیراث میں جدہ سے مراد صرف دادی نہیں بلکہ میت کے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اوپر والی خواتین جدات کہلاتی ہیں۔ دادی بھی جدہ ہے اور نانی بھی جدہ ہے۔ جدات کی بھی دو قسمیں بنتی ہیں:

جداتِ صحیحہ اور جداتِ رَحِمیہ

جدہ صحیحہ:

جدہ صحیحہ کی تعریف جد صحیح کی تعریف سے مختلف ہے۔ جس جدہ کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں کوئی جد رحمی نہ آئے وہ جدہ صحیحہ کہلائے گی۔ میت کی دادی، دادی کی ماں، دادا کی ماں، دادی کی نانی، دادا کی نانی، میت کی نانی، نانی کی ماں، نانی کی نانی؛ سب جداتِ صحیحہ ہیں۔ کیونکہ ان کی میت کی طرف نسبت کریں تو درمیان میں کسی جدِ رَحمی کا واسطہ نہیں آرہا۔ اسے اچھی طرح سمجھ لیں۔

جدہ رَحِمیہ:

جس جدہ کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں کوئی جد رحمی آجائے وہ جدہ رَحِمیہ کہلائے گی۔

مثلاً: نانا کی ماں

حاجب اور محجوب:

بعض ورثاء ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں دیگر ورثاء کا حصہ کم ہو جاتا ہے یا کبھی ختم بھی ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی دوسرے کے حصے میں کمی ہو یا حصہ نہ ملے اسے حاجب کہتے ہیں اور جس کو حصہ نہ ملے اسے محجوب کہتے ہیں۔ جیسے باپ کی موجودگی میں دادا کو میراث نہیں ملتی اور بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو میراث نہیں ملتی۔ ان دونوں صورتوں میں باپ اور بیٹا حاجب کہلائیں گے، دادا اور پوتا محجوب۔ اسی طرح اگر میت کی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھا حصہ ملتا ہے اور اگر میت کی اولاد ہو تو بیوی کا حصہ کم ہو کر آٹھواں حصہ رہ جاتا ہے۔

محروم:

بسا اوقات کسی وارث کی ذات کے اندر کوئی ایسی وجہ پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو میراث نہیں ملتی ایسے وارث کو "محروم" کہا جاتا ہے۔ تفصیل آگے موانع ارث میں آرہی ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ:

ترجمہ: ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

یہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 11 کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس قرآنی قانون کے مطابق جب ایک ہی درجے کے مرد اور عورتیں آپس میں بطور عصبہ یا بطور ذوی الارحام وراثت میں شریک بن جائیں تو مرد کو عورت کے حصے کا دوگنا دیا جاتا ہے۔ مثلاً میت کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو تین حصے کیے جائیں گے، دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو ملے گا۔

سہم / سہام:

حصوں کو کہا جاتا ہے۔ میت کے مال میں سے ورثہ کو ملنے والے حصے سہام کہلاتے ہیں۔

رؤوس:

رؤوس؛ رأس کی جمع ہے۔ رأس؛ سر کو کہتے ہیں۔ مراد ورثاء کی تعداد ہے۔ تعدادِ ورثاء کو "ابدان" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

اصل اور فرع:

اوپر والوں یعنی ماں باپ اور آباء و اجداد کو اصل کہا جاتا ہے اور نیچے والوں یعنی اولاد کو فرع کہا جاتا ہے۔
اصل کا معنٰی ہے: جڑ، اور فرع کا مطلب ہے: شاخ۔

مخرج:

مخرج کا لفظی معنٰی ہے: نکلنے کی جگہ۔ علم المیراث کی اصطلاح میں مخارج الفروض کا معنٰی ہے: وہ اعداد جن سے ورثاء کے متعینہ حصے نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً تین ورثاء میں میراث اس طرح تقسیم کرنی ہے کہ ایک کو آدھا، دوسرے کو ایک تہائی اور تیسرے کو چھٹا حصہ ملے۔

$$1/6 \quad + \quad 1/3 \quad + \quad 1/2$$

ان ورثاء میں میراث تقسیم کرنے کے لیے "6" کو مخرج بنانا پڑے گا۔ آدھے والے کو "3"، ایک تہائی والے کو "2" اور چھٹے حصے والے کو "1" ملے گا۔ اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آ رہی ہے۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ جتنے بھی حصے ہوں، ان کا ذو اضعاف اقل L.C.M لے لیں۔ یہی مخرج ہے۔

تصحیح:

اگر ورثاء کے حصے ان کی تعداد پر پورے پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں تو حصوں کے مجموعہ کو ورثاء کی تعداد کے مطابق اس طرح بڑھانا کہ ورثاء کے مقررہ حصوں کی باہمی نسبت برقرار رہے اور تمام ورثاء کے حصے ان کی تعداد پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں؛ اس عمل کو عملِ تصحیح کہتے ہیں۔
مثلاً: دو لوگوں میں تین حصے پورے پورے تقسیم نہیں ہو سکتے تو ہم انہی تین حصوں کو چھ حصوں میں تقسیم کر لیں گے تاکہ ہر ایک کو تین تین حصے مل جائیں۔ مقدار وہی رہے گی اور شرکاء کے حصوں کا تناسب بھی وہی رہے گا۔

موانعِ ارث / میراث نہ ملنے کے اسباب

موانع؛ مانع کی جمع ہے، لفظی معنیٰ ہے: رکاوٹ۔ وہ اسباب جن کی وجہ سے کوئی وارث؛ میراث سے بالکل محروم ہو جاتا ہے، ان کو موانع کہتے ہیں۔

اسلامی قانونِ وراثت میں موانعِ ارث چار ہیں:

1- غلامی:

کوئی غلام کسی آزاد کا اور کوئی آزاد کسی غلام کا وارث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ غلام اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا اس کے سارے مال کا مالک اس کا آقا ہوتا ہے۔ اس لیے نہ تو غلام کی میراث اس کے کسی رشتہ دار کو ملے گی اور نہ ہی غلام کے کسی رشتہ دار کی میراث اسے ملے گی۔

2- قتل

ایسا قتل جس سے قصاص، دیت یا کفارہ واجب ہوتا ہو، اس کی وجہ سے وارث اپنے مُورث کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

حدیث مبارک میں ہے:

اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ

سنن الترمذی؛ رقم الحدیث:2109

ترجمہ: قاتل وارث نہیں بنے گا۔

ایک اور حدیث مبارک ہے:

لَیْسَ لِلْقَاتِلِ مِنَ الْمِیْرَاثِ شَيْءٌ

سنن النسائی؛ رقم الحدیث:6367

ترجمہ: قاتل کو [مقتول کی] میراث میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

شریعتِ اسلامیہ نے یہ پابندی اس لیے لگائی ہے تاکہ کوئی وارث؛ مال کے لالچ میں اپنے مورث کو قتل نہ کرے۔

قتل کی اقسام اور ان کے احکام:

قتل کی پانچ قسمیں ہیں:

قتل عمد قتل شِبہ عمد قتل خطا قتل شبہ خطا [جاری مجریٰ خطا] قتل بالسبب

ان پانچ قسموں میں سے پہلی چار قسموں میں قاتل وراثت سے محروم رہے گا، اور آخری قسم [قتل بالسبب] میں قاتل وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔

قتل عمد:

جان بوجھ کر کسی ہتھیار سے یا ہتھیار کے قائم مقام کسی چیز سے قتل کرنے کو قتلِ عمد کہتے ہیں۔ اس صورت میں قصاص واجب ہوتا ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

قتل شبہ عمد:

جان بوجھ کر کسی ایسی چیز سے قتل کرنا جو نہ تو ہتھیار ہو اور نہ ہتھیار کے قائم مقام ہو، مگر اس سے قتل ہونے کا غالب گمان ہو، اس کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں۔ جیسے بڑی لاٹھی سے کسی کو مار کر قتل کر دینا۔ اس میں کفارہ اور دیت واجب ہوتی ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

قتل خطا:

غلطی سے کسی کو قتل کر دینا، اس کو قتل خطا کہتے ہیں۔ غلطی فہم و گمان میں بھی ہو سکتی ہے اور عمل میں بھی۔ جیسے کسی انسان کو غلطی سے جانور سمجھ کر گولی چلائی، اور وہ مر گیا۔ یا گولی تو کسی شکار پر چلائی لیکن وہ بھٹک کر کسی انسان کو جا لگی۔

قتل شبہ خطا:

انجانے میں قتل ہو جانا۔ جیسے کوئی آدمی کسی درخت یا چھت سے بے اختیار کسی انسان پر گر جائے اور جس پر گرے وہ مر جائے، یا سوتے ہوئے کسی بچے پر کروٹ لے لی جائے اور بچے کی موت ہو جائے۔ ان دونوں صورتوں [قتل خطا اور قتل شبہ خطا] میں کفارہ اور دیت خفیفہ واجب ہوگی اور وارث؛ وراثت سے محروم ہو جائے گا۔

قتل بالسبب:

قتل کا سبب اختیار کرنا۔ جیسے کسی نے عام راستے پر کنواں وغیرہ کھود دیا اور کنواں کھودنے والے کا رشتہ دار اس میں گر کر مر گیا۔ اس قتل سے عاقلہ پر دیت واجب ہوتی ہے، البتہ قاتل؛ مقتول کی وراثت سے محروم نہیں ہو گا۔

ان اقسام کی مزید تفصیلات فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں، وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

3- دین کا اختلاف:

کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔

حدیث مبارک میں ہے:

لا یرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ

صحیح البخاری؛ رقم الحدیث:6764

ترجمہ: مسلمان؛ کافر کا وارث نہیں بنتا اور کافر بھی مسلمان کا وارث نہیں بنتا۔

4- وطن کا اختلاف

دارالحرب میں رہنے والا کافر دارالاسلام میں رہنے والے کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ یہ چوتھی صورت صرف کفار کے لیے ہے، مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

تقسیمِ ترکہ کے مراحل

میت کے ترکہ کو چار مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسے یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ: میت کے ترکہ سے چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں۔ ان حقوق کو اسی ترتیب سے ادا کرنا ضروری ہے۔

نمبر1: تجہیز و تکفین

نمبر2: قرضوں کی ادائیگی

نمبر3: وصیت کا نفاذ

نمبر4: ورثاء میں میراث کی تقسیم

1- تجہیز و تکفین:

میت کے مال میں سب سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین کا خرچہ نکالا جائے گا۔ میت کا کفن، قبر کی تیاری، غسل دینے والے کے اخراجات وغیرہ۔ اسی طرح قبرستان میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں اگر زمین کی قیمت دینا پڑے تو وہ بھی میت کے مال میں سے ادا کی جائے گی۔

اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تجہیز و تکفین میں نہ تو فضول خرچی کی جائے اور نہ ہی بخل اور کنجوسی سے کام لیا جائے۔

سنت کے مطابق مرد کے لیے تین کپڑوں اور خاتون کے لیے پانچ کپڑوں کا انتظام کیا جائے گا۔ بغیر کسی شرعی عذر کے ان میں کمی وزیادتی کرنا درست نہیں۔

اسی طرح فضول خرچی اور بخل میں یہ بھی شامل ہے کہ بہت گھٹیا یا بہت زیادہ قیمتی کپڑے میں کفن دیا جائے۔ یہ اصول ذہن میں رکھ لیا جائے کہ میت اپنی زندگی میں عام طور پر جس قیمت کا لباس پہنا کرتی تھی، اسی قیمت کے برابر یا اس کے قریب قریب قیمت والے کپڑے میں اس کو کفن دیا جائے۔

میت کو بغیر شرعی عذر کے دوسرے شہر منتقل کرنا جائز نہیں، جہاں وفات ہو وہیں تدفین کی جائے۔

جنازے پر آنے والے رشتہ داروں، دوست احباب یا اہلِ علاقہ کو ترکے کے مال میں سے کھانا کھلانا جائز

نہیں۔

تجہیز و تکفین اور تدفین کے موقع پر لوگوں کے اپنی طرف سے بنائے ہوئے امور پر ترکہ میں سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً جنازہ پڑھانے والے کو جائے نماز، کپڑے وغیرہ دینے کے لیے ترکہ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

بسا اوقات میت کے رشتے دار یا دوست احباب تجہیز و تکفین کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کر دیتے ہیں، ایسا کرنا بھی درست ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنی جیب سے ادا نہ کر رہا ہو تو پھر سب سے پہلا حق یہی ہے کہ میت کے مال میں سے اس کی تجہیز و تکفین کے اخراجات منہا کیے جائیں۔

2- قرضوں کی ادائیگی:

کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد باقی ترکے سے میت کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ قرض کی دو قسمیں ہیں:

1- بندوں کا قرض۔

2- اللہ تعالیٰ کا قرض۔ مثلاً میت کے ذمے واجب الاداء زکوۃ یا کفارہ وغیرہ۔

کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد بقیہ مال سے سب سے پہلے بندوں کا قرض ادا کیا جائے گا۔ اگر میت نے وصیت کی ہو تو پھر اللہ تعالی کا قرض جیسے کسی کے ذمے زکوۃ، فدیہ یا کفارہ وغیرہ کی رقم باقی ہو تو وہ ادا کی جائے گی۔ اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو ورثاء کے ذمے ایسے قرض کو پورا کرنا شرعاً لازم نہیں۔ ہاں وہ اپنی مرضی سے ادا کر دیں تو بہتر ہے۔ اور بہتر یہی ہے کہ بالغ ورثاء اپنے مال سے میت کے حقوق اللہ سے متعلق "دَین" ادا کر دیں، یہ بڑے اجر و ثواب کی بات ہے، لیکن نابالغ کے مال سے ادا کرنا جائز نہیں، اور نابالغ کی اجازت بھی معتبر نہیں۔ بندوں کا قرض ہر صورت میں ادا کیا جائے گا، خواہ میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، ورثاء بالغ ہوں یا نابالغ۔

قرض کی ادائیگی کے لیے اس کا ثبوت ضروری ہے۔ ثبوت کی کئی قسمیں ہو سکتی ہیں جیسے کوئی تحریر یا دو گواہ یا میت کا اقرار وغیرہ

مرض الموت میں اگر کوئی ہسپتال میں رہا ہو تو ڈاکٹر کی فیس یا اسپتال کے اخراجات وغیرہ بھی میت کے مال سے ادا کیے جائیں گے۔

بیوی کا حق مہر بھی قرض میں شمار ہوتا ہے۔ بیوی کو ترکے میں سے جو حصہ ملتا ہے، حق مہر کی رقم اس کے علاوہ؛ تقسیمِ ترکہ سے پہلے؛ بطور قرض کی ادائیگی کے بیوی کے حوالے کی جائے گی۔

ایک ضروری بات یاد رکھیں کہ قرض میت کے کل مال سے ادا کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر قرض ادا کرنے میں پورا مال بھی خرچ ہو جائے تب بھی تمام قرضے ادا کیے جائیں گے۔

اگر مال کم ہو اور قرض زیادہ ہو تو تمام قرض خواہوں کو ان کے قرضوں کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی۔

3- وصیت کا نفاذ:

قرضوں کی ادائیگی کے بعد اگر کچھ رقم بچ جائے تو اس میں میت کی وصیت کو نافذ کیا جائے گا۔ وصیت کا مطلب ہوتا ہے کہ کوئی آدمی اپنی زندگی میں یوں کہے یہ لکھ دے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال میں سے فلاں فلاں چیز یا اتنی رقم یا اتنی رقم کی کوئی چیز فلاں فلاں کو دے دی جائے۔ اگر کسی نے اپنی زندگی میں کسی کو کوئی چیز دے دی ہو تو وہ ہدیہ یا گفٹ کہلاتی ہے، وصیت نہیں۔

وصیت کے نفاذ کی شرائط درج ذیل ہیں:

1- وصیت جائز کام کی ہو۔ ناجائز کام کی وصیت کو پورا کرنا درست نہیں۔

2- وصیت غیر وارث کے حق میں ہو۔ اگر کسی نے کسی ایسے شخص کے بارے میں وصیت کی ہو جو اس کا وارث بن رہا ہو یعنی جس کو اس کی میراث میں سے حصہ مل رہا ہو تو ایسی وصیت کو پورا کرنا جائز نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

اِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

سنن الترمذی رقم الحدیث 2120

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت نہیں ہو سکتی۔

3- قرضوں کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال کے زیادہ سے زیادہ ایک تہائی تک کی وصیت کو پورا کیا جائے گا۔

ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کو پورا کرنا درست نہیں۔

فرض کریں کسی میت کی تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد تین لاکھ روپے کی رقم بچ گئی۔ اگر میت نے دس ہزار، چالیس ہزار یا ساٹھ ہزار کی وصیت کی ہو تو پوری وصیت نافذ کی جائے گی، اسی طرح اگر ایک لاکھ کی وصیت کی ہو تو وہ بھی پوری نافذ کی جائے گی۔ لیکن ایک لاکھ سے زیادہ کی وصیت نافذ نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ تیسرے حصے یعنی ایک تہائی سے زیادہ ہے۔ فرض کریں مذکورہ صورت میں اگر میت نے ڈیڑھ لاکھ یا دو لاکھ کی وصیت کی ہو تو ہم وصیت کے طور پر صرف ایک لاکھ تک ادا کریں گے۔ ایک تہائی سے اضافی وصیت کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ، فَقُلْتُ: إِنِّيْ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْ مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ: «لَا» فَقُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: «لَا» ثُمَّ قَالَ: «اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ أَوْ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال میری عیادت کے لیے تشریف لائے جب کہ میں سخت بیمار تھا۔ میں نے عرض کی: میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے، میرے پاس مال بہت ہے اور میری صرف ایک بیٹی میری وارث ہے، تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی کر دو اور ایک تہائی بھی بہت بڑا ہے یا بہت زیادہ ہوتا ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائو تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے تم انہیں محتاجی میں اس طرح چھوڑ کر جائو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

4-ورثاء میں ترکہ کی تقسیم:

میت کے چھوڑے ہوئے مال یعنی ترکہ میں سے پہلے تین حقوق ادا کرنے کے بعد بچے ہوئے مال میں سے میت کے ورثاء کے درمیان ان کے حصوں کے مطابق میراث تقسیم کی جائے گی۔

ورثاء / حق داروں کی تفصیل:

مذکورہ بالا تین حقوق کی ادائیگی کے بعد میراث درج ذیل ترتیب سے تقسیم ہو گی۔ فی الحال صرف نام دیکھ لیں، ان کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

1. اصحاب الفرائض یا ذوی الفروض
2. عصباتِ نسبی
3. مولیٰ عتاقہ [آزاد کرنے والا آقا؛ عصبہ سببی]
4. مولیٰ عتاقہ کا عصبہ نسبی
5. مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ
6. زوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد
7. ذوی الارحام
8. مولی الموالات
9. مقرلہ بالنسب علی الغیر
10. جس کے لیے ایک تہائی سے زیادہ یا کل مال کی وصیت کی ہو
11. بیت المال

1- اصحاب الفرائض:

یہ وہ ورثاء ہیں جن کے حصے شریعت میں مقرر شدہ ہیں۔ یعنی انہیں آدھا حصہ، تیسرا حصہ، تہائی حصہ وغیرہ ملتا ہے۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

2- عصباتِ نسبی:

عصبات؛ عصبہ کی جمع ہے۔ عصباتِ نسبی وہ رشتے دار ہوتے ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں ہوتا۔ اگر ذوی الفروض نہ ہوں تو یہ سارا مال لے لیتے ہیں اور اگر ذوی الفروض موجود ہوں تو ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد

جو مال بچ جائے، عصبات وہ سارا مال لے لیتے ہیں۔ ان کی تفصیل بھی آگے آ رہی ہے۔

99 فیصد مسائل میں ترکہ صرف ان دو قسم کے ورثاء میں ہی تقسیم ہو جاتا ہے۔ بعد والی 9 قسموں کو نہیں ملتا۔

3- مولیٰ عتاقہ [عصبہ سببی]:

مولیٰ کا معنیٰ ہے مالک، آقا۔ عتاق کا معنیٰ ہے آزادی۔ مولیٰ عتاقہ کا معنیٰ ہوا: آزادی کا مالک۔ یعنی وہ آقا جس نے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔ مولیٰ عتاقہ کو عصبہ سببی بھی کہا جاتا ہے۔ آزادی ایک نئی زندگی ہوتی ہے، چونکہ اس کا سبب آقا ہے اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے آقا کو آزاد کردہ غلام کا عصبہ سببی شمار کیا ہے۔ اس آزاد شدہ غلام کے انتقال کی صورت میں اگر اس کے ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اس کے عصباتِ نسبی موجود نہ ہوں تو اس کی میراث اس کے آزاد کرنے والے آقا کو ملے گی۔

آزاد کرنے والا آقا:　عمر

آزاد کردہ غلام:　اسلم

اسلم کے انتقال کی صورت میں اگر اس کے ذوی الفروض اور عصباتِ نسبی نہ ہوں یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اسلم کے عصباتِ نسبی موجود نہ ہوں تو اسلم کا مال عمر کو ملے گا۔

4- مولیٰ عتاقہ کا عصبہ بنفسہ

چوتھے نمبر پر مولیٰ عتاقہ یعنی آزاد کرنے والے آقا کے عصبہ بنفسہ آتے ہیں۔ اگر پہلی تین قسموں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کے عصبہ بنفسہ میں سے قریب ترین عصبہ کو میراث ملے گی۔

مذکورہ مثال میں اسلم کے انتقال کی صورت میں اگر اس کے ذوی الفروض اور عصباتِ نسبی نہ ہوں یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اسلم کے عصباتِ نسبی موجود نہ ہوں تو اسلم کا مال عمر کو ملنا تھا مگر عمر کا انتقال اسلم کے انتقال سے پہلے ہو چکا تھا تو اس صورت میں مال عمر کے عصبہ نسبی [مثلاً عمر کے بیٹے] کو ملے گا۔

5- مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ

پانچویں نمبر پر مولیٰ عتاقہ کا مولیٰ عتاقہ آتا ہے۔یعنی عمر کے اس آزاد شدہ غلام[اسلم]نے آزادی کے بعد کسی غلام[مثلاً فہد]کو خرید کر آزاد کیا ہو۔اس صورت میں فہد کا مولیٰ عتاقہ اسلم ہے اور اسلم کا مولیٰ عتاقہ عمر ہے۔ اگر فہد کا انتقال ہو جائے اور اوپر مذکور چاروں اصناف میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو فہد کی میراث عمر کو ملے گی۔[یاد رہے کہ اس صورت میں اسلم کا انتقال فہد سے پہلے ہو چکا تھا۔]

6- زوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد

رد کا مطلب ہے لوٹانا۔اگر مذکورہ پانچ ورثاء سے مال بچ گیا ہو تو زوجین[خاوند بیوی]کے علاوہ دیگر اصحاب الفرائض کو ان کے اصل حصوں کے مطابق یہ بچا ہوا مال دیا جاتا ہے۔تفصیل آگے آرہی ہے۔ان شاء اللہ

7- ذوی الارحام

ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ وہ جو رشتہ دار ہوں، انہیں ذوی الارحام کہا جاتا ہے۔آسانی کے لیے سمجھ لیں کہ یہ دور کے رشتے دار ہوتے ہیں۔تفصیل آگے آرہی ہے۔اوپر مذکور چھ اصناف سے مال بچ جائے تو ذوی الارحام وارث بنتے ہیں۔

8- مولی الموالات

مولات کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ اگر دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ اس چیز کا معاہدہ کریں کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے ذمہ دار ہوں گے۔اگر مجھ سے کوئی ایسا جرم ہو جائے جس کی سزا میں مجھ پر کوئی تاوان یا کوئی مالی جرمانہ ہو تو وہ آپ میری طرف سے ادا کریں گے اور اگر آپ سے کچھ ایسا جرم ہو گیا تو میں آپ کی طرف سے تاوان ادا کروں گا اور مرنے کے بعد ہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ایسا معاہدہ کرنے والے دونوں لوگ ایک دوسرے کے مولیٰ موالات کہلائیں گے۔اوپر مذکور ساتوں اصناف سے مال بچ جائے تو مولی الموالات وارث ہو گا۔

9- مُقِر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَی الْغَیْرِ:

لفظی مطلب ہے: جس کے لیے کسی غیر کے ساتھ نسب کا اقرار کیا گیا ہو۔اس سے مراد یہ ہے کہ اگر میت نے اپنی زندگی میں کسی کو اپنا بھائی، بھتیجا یا چچا کہا ہو، بیٹا نہ کہا ہو۔اس کا نسب اپنی طرف منسوب نہ کیا ہو بلکہ اپنے غیر

یعنی والد، چچا یا دادا وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہو۔ یوں کہا ہو کہ یہ میرا بھائی ہے، بھتیجا ہے یا میرا چچا ہے اور جس کی طرف منسوب کیا ہے یعنی اس کا باپ چچا یا دادا وغیرہ؛ وہ اس انکار کرتا ہو تو اس کو "مُقِرلَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَى الْغَيْرِ" کہا جاتا ہے۔ مذکورہ آٹھ ورثاء سے مال بچ جائے تو وہ مُقِر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَى الْغَيْرِ کو دیا جائے گا۔ یاد رکھیں! اگر کسی نے اپنی طرف نسب کو منسوب کیا ہو تو وہ منسوب شدہ شخص سگی اولاد کے حکم میں ہوتا ہے۔

10- جس کے لیے کل مال وصیت کی ہو

جس کے لیے کل مال کی وصیت کی ہو، اسے عربی میں "مُوصیٰ لَہٗ بِجَمِیْعِ الْمَالِ" کہتے ہیں۔ اگر میت کا مُقِر لَہٗ بِالنَّسَبِ عَلَى الْغَيْرِ نہ ہو تو باقی مال "مُوصیٰ لَہٗ بِجَمِیْعِ الْمَالِ" کو ملے گا۔

یعنی اوپر مذکور نو ورثاء کی عدم موجودگی میں حکم یہ ہے کہ اگر میت نے کسی کے حق میں ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی ہو یا پورے مال کی وصیت کی ہو تو اس وصیت کو بعینہ پورا کیا جائے گا۔

11- بیت المال

اگر اوپر مذکور ورثاء میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو سارا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا تاکہ اسے مسلمانوں کے اجتماعی کے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ اگر شرعی بیت المال موجود نہ ہو تو زوجین پر رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کے کسی اور اجتماعی کار خیر میں بھی میت کے مال کو خرچ کیا جا سکتا ہے مثلاً پانی کا کنواں کھدوا دینا، کوئی مسجد، مدرسہ یا رستہ بنوا دینا وغیرہ۔

فروض / مقرر کردہ حصے

وہ حصے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعین کر دیے ہیں۔ یہ چھ حصے ہیں:

نِصْف آدھا۔ یعنی دو میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 12

رُبُع چوتھائی۔ یعنی چار میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 6

ثُمُن آٹھواں۔ یعنی آٹھ میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 3

ثُلُثان دو تہائی۔ یعنی تین میں سے دو۔ یا 24 میں سے 16

ثُلُث تہائی۔ یعنی تین میں سے ایک۔ یا 24 میں سے 8

سُدُس چھٹا۔ یعنی چھ میں سے ایک یا۔ 24 میں سے 4

ذوی الفروض / اصحاب الفرائض:

لفظی معنی ہے حصوں والے۔ یہ وہ ورثاء ہیں جن کے حصے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ یعنی نصف [آدھا]، ربع [چوتھا]، ثلث [تیسرا] وغیرہ

ذوی الفروض کی اقسام:

ذوی الفروض کی دو اقسام ہیں: ذوی الفروض نسبی اور سببی۔

ذوی الفروض کی کل تعداد بارہ ہے۔ چار مرد اور آٹھ خواتین:

(1): اب .... میت کا باپ

(2): جد صحیح .... میت کا دادا، پردادا الخ... (عورت کے واسطے کے بغیر)

(3): اخیافی بھائی .... وہ بھائی جو صرف ماں کی طرف سے ہو۔

(4): زوج .... خاوند

(5): زوجہ .... بیوی

(6): صُلبی بیٹی .... سگی / حقیقی بیٹی

(7): بنت الابن .... پوتی، پڑپوتی، سکڑپوتی الخ...

(8): عینی بہن .... سگی بہن

(9): علاتی بہن .... باپ شریک بہن

(10): اخیافی بہن .... ماں شریک بہن

(11): ام .... ماں

(12): جدہ صحیحہ .... نانی، دادی الخ ... جس کی میت کی طرف نسبت کریں تو درمیان میں جد رحمی نہ آئے۔

مذکورہ بارہ ورثاء میں سے خاوند اور بیوی [زوج اور زوجہ] ذوی الفروض سببی کہلاتے ہیں کیونکہ ان کی آپس میں قرابت؛ ایک سبب یعنی نکاح کی وجہ سے ہے۔ خدانخواستہ وہ سبب ختم ہو جائے تو وہ رشتہ بھی ختم ہو جائے گا اور اس کا میراث میں سے حصہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اور ایسے ورثاء جن کے ساتھ خونی رشتہ ہو ان کو ذوی الفروض نسبی کہتے ہیں۔ نہ تو یہ خونی رشتہ ختم ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان کا حصہ ختم ہو سکتا ہے۔ البتہ خدانخواستہ اگر کسی وارث کی ذات میں کوئی ایسی وجہ ہو جو اس کو وراثت سے محروم کرنے والی ہو، تب اس کو حصہ نہیں ملتا۔ یعنی غلامی، قتل یا دین کا اختلاف۔ اس کی پوری تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔

عَصَبات:

یہ میت کے وہ رشتہ دار ہوتے ہیں جنہیں ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد بچا ہوا مال ملتا ہے اور اگر ذوی الفروض موجود نہ ہوں تو یہ کل مال کے حق دار ہوتے ہیں۔ میت کا بیٹا، باپ، بھائی، چچا وغیرہ عصبات میں شامل ہیں۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

ذوی الاَرحام:

یہ میت کے وہ دور کے رشتہ دار ہیں جو نہ تو ذوی الفروض میں شامل ہوتے ہیں اور نہ ہی عصبات میں۔ میت کا نواسہ، نواسی، نانا، پرنانا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، خالہ، ماموں، پھوپھی، وغیرہ ذوی الارحام میں شامل ہیں۔

اولاد کسے کہتے ہیں؟

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اولاد میں کون کون لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ درج ذیل لوگ میت کی اولاد شمار ہوتے ہیں:

1- میت کی سگی اولاد۔[یعنی سگا بیٹا اور سگی بیٹی]

2- میت کے بیٹے کی اولاد۔[یعنی پوتا اور پوتی]

3- میت کے پوتے کی اولاد۔[یعنی پڑپوتا اور پڑپوتی] اسی طرح پڑپوتے کی اولاد بھی میت کی اولاد میں شمار ہوتی ہے۔

درج ذیل لوگ میت کی اولاد میں شمار نہیں ہوتے:

1- میت کی بیٹی کی اولاد[یعنی نواسہ اور نواسی]

2- میت کی پوتی کی اولاد

3- میت کی پڑپوتی کی اولاد

4- میت کے نواسے کی اولاد

5- میت کی نواسی کی اولاد

ذوی الفروض اور عصبات کے بارے میں قرآنی آیات

یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا (١١)

سورۃ النساء؛ آیت:11

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا۔ اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسے نصف میراث ملے گی۔ اور ترکے میں سے میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی کوئی اولاد ہو۔ اور اگر میت کی اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی ملے گا۔ اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بہن بھائی ہوں تو بھی میت کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ سب حصے میت کی وصیت نافذ کرنے یا اس پر واجب الادا قرض کی ادائیگی کے بعد نکالے جائیں گے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے آباء واجداد اور آل اولاد میں سے کون فائدے کے لحاظ سے تمہارے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، کامل حکمت والا ہے۔

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ﴿۱۲﴾

سورۃ النساء؛ آیت:12

ترجمہ: اگر تمہاری بیویوں کی کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے ترکے میں سے تمہیں نصف مال ملے گا۔ اور اگر ان کی اولاد ہو تو تمہیں ایک چوتھائی ملے گا۔ تمہیں یہ حصہ ان کی وصیت کے نفاذ اور ان کے قرضے کی ادائیگی کے بعد ملے گا۔ اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو انہیں تمہارے ترکے کا ایک چوتھائی ملے گا، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو انہیں تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔ انہیں یہ حصہ تمہاری وصیت کے نفاذ اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ملے گا۔ اور اگر کوئی میت، کلالہ * ہو؛ خواہ مرد یا عورت؛ اور اس کا صرف ایک [اخیافی، ماں شریک] بھائی یا صرف ایک [اخیافی، ماں شریک] بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر [اخیافی] بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی مال میں شریک ہوں گے۔ یہ حصے میت کی وصیت کے نفاذ اور اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد ملیں گے بشرطیکہ [میت نے وصیت سے ورثاء کو] نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ

جاننے والا اور بردبار ہے۔

[* کلالہ: ایسی میت جس کے ماں باپ نہ ہوں؛ دادا بھی باپ کے حکم میں ہے، اور نہ کوئی بیٹا بیٹی ہو اور نہ ہی کوئی پوتا پوتی، یا پڑپوتا پڑپوتی ہو۔]

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۟ (۱۷۶)

سورۃ النساء؛ آیت:176

ترجمہ: لوگ آپ سے [کلالہ کا] حکم دریافت کرتے ہیں، فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے۔ اگر کسی ایسے مرد کا انتقال ہو جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک [حقیقی یا علاتی] بہن ہو تو اسے بھائی کے ترکے کا نصف ملے گا۔ [اگر بہن کا انتقال ہو] اور اس بہن کی کوئی اولاد نہ ہو تو وہ مرد؛ بہن کے کل مال کا وارث ہو گا۔ اگر میت کی دو [حقیقی یا علاتی] بہنیں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر ورثاء میں ایک سے زیادہ [حقیقی یا علاتی] بھائی بہنیں [مذکر، مئونث] ہوں تو ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وضاحت سے بتاتا ہے تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (٦)

سورۃ الاحزاب؛ آیت:6

ترجمہ: یہ نبی ﷺ تو اہلِ ایمان کے لیے ان کی جان سے بھی زیادہ مقدم ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اس کے باوجود کتاب اللہ کی رو سے [میراث کے معاملے میں] دوسرے مومنین و مہاجرین کی بہ نسبت خونی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ الا یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی نیکی کرنا چاہو۔* یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

[* زندگی میں بطور ہدیہ کچھ دے سکتے ہو یا ایک تہائی تک وصیت کر سکتے ہو۔]